مشاہدات۔249

حنیف احمد محمود۔برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

مظہر الاول و الآخر مظہر الحق والعلی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (الکھف:110)

کہہ دے کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے روشنائی بن جائیں تو سمندر ضرور ختم ہو جائیں گے پیشتر اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں خواہ ہم بطور مدد اس جیسے اور (سمندر) لے آئیں۔

نور آتا ہے نور آتا ہے

رحمتِ حق کا ہورہا ہے ورود

مظہر الحق والعلاء آیا

واہ وا کیا ساعتِ مسعود

سامعین! میری آج کی گزارشات کا عنوان پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ **"مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلی"** ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مؤرخہ 5 فروری 1944ء کو ایک مجلس سوال وجواب میں فرمایا۔

"مظہر الاول والآخر خدا تعالیٰ کی صفات ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کی ابتدا ہے اور ساری قوتیں، طاقتیں اور سامان اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے بندہ کو ملتے ہیں۔ علاوہ اس کے خدا ہی ابتدا ہے اور باقی مخلوقات اس کے فضل اور رحم کے ساتھ چلتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں۔ اس کے علاوہ جو سامان انسان کو ملتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جس کو رحمن کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وہ رحمان ہے یعنی وہ بغیر کسی محنت کے بغیر کسی مشقت کے ان سامانوں کو مہیا فرما دیتا ہے۔ جس کے ساتھ انسان اپنا کام کرتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ رحیم ہے انسان جو کام کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ بھی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ یعنی ابتدا بھی خدا ہی کرتا ہے اور آخر انتہا بھی اس کے ساتھ وابستہ واسطہ پڑتا ہے۔ کیونکہ اس کی مدد کے بغیر تو انسان کام کی نگرانی بھی نہیں کر سکتا۔ انسان اپنے قریب سے قریب رہنے والے کے حالات بھی نہیں جانتا اور اس کے بارے میں بھی غلطی کرتا ہے۔ بعض دفعہ وہ اس کے پاس لمبے عرصہ تک رہتے ہوئے دوست کے متعلق یہ سمجھتا ہے کہ وہ نیک ہے۔ حالانکہ ہوتا وہ بد ہے بعض اوقات وہ اسے بدخیال کر لیتا ہے۔ حالانکہ اس میں کوئی چھپی ہوئی نیکی ہوتی ہے اور آخر میں جا کر اس پر بات کھلتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ذات عالم الغیب ہے کوئی چھپا ہوا خیال ہو۔ میلان ہو یا جذبہ ہو۔ وہ سب باتوں کو جانتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان معنوں میں اول و آخر ہے کہ انسان کے ابتدائی سامانوں کا مہیا کرنا اور اس کی آخری تکمیل کے سامانوں کا مہیا کرنا اس کے اپنے ہاتھ میں ہے جب اللہ تعالیٰ کے پاس بندے اس کے مظہر ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذریعے ایسے علوم ظاہر کرتا ہے۔ جو قوم کی ترقی کے لیے ضروری ہوتے ہیں اور جن کا حاصل کرنا ان کی قوم کے لیے ضروری

ہو تا ہے۔اس کے ذریعے سے قوم کو معلوم ہو تا ہے کہ اس کے کیا فرائض ہیں۔ اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور اس کو کیا کیا مشکلات پیش آئیں گی اور پہلے سے اسے معلوم ہو تا ہے کہ کس کس رنگ میں وہ ان مشکلات کا مقابلہ کر سکتی ہے یا اس کو کرنا چاہیے یا اس کے نفس کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اس کے رشتہ داروں کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اس کے دوستوں کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟۔ اس کے ملک کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟۔ اس کی سیاسی ذمہ داریاں کیا ہیں؟۔ یہ سینکڑوں معاملات ہوتے ہیں۔ جن کا جاننا کسی قوم کو اپنے مقصد کی طرف چلانے کے لیے ضروری ہو تا ہے۔ اگر کوئی قوم ان باتوں کو نہ جانتی ہو۔ تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک جاتی ہے۔ جیسے موسیٰ کی قوم 40 سالوں تک مصر کے جنگلوں میں بھٹکتی رہی۔ مظہر الاول ایک بندہ ہو تا ہے جب وہ قوم کے سامنے پروگرام رکھ دیتا ہے اور اس کی قوم اپنا مقصد سمجھ جاتی ہے اور اپنا اسے معلوم ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس راستہ پر چل کر اپنے مقصد کی طرف جانے لگ جاتی ہے۔ ایسا آدمی جو اپنے کام کے لیے راستہ بیان کر دیتا ہے اور سارے طریق بیان کر دیتا ہے اور سارے سامان مہیا کر دیتا ہے۔ جو اس قوم کی ترقی کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ تو وہ مظہر الاول ہو جاتا ہے اور جس طرح سے اللہ تعالیٰ مظہر الاول ہو تا ہے۔ وہ بھی مظہر الاول ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ مظہر الآخر بھی ہے۔ ایسے بندے کا فرض ہو تا ہے۔ کہ جس طرح ابتدا میں وہ کام کر تا ہے۔ آخر میں بھی اس کو اپنے فرائض کی تکمیل کے لیے بعض کام کرنے ہوتے ہیں۔ بعض انسان ایسے ہوتے ہیں۔ جو خدا کی کامل رحیمیت کا نمونہ نہیں ہوتے۔ ان کو صرف اس غرض کے لیے کھڑا کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی قوم کے سامنے ایک پروگرام رکھ دیں اور اس پروگرام کی تکمیل میں کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے قبل اٹھالیتا ہے اور وہ فوت ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کئی انبیاء ایسے گزرے ہیں۔ جن کو ماننے والا صرف ایک ہی آدمی ہو تا تھا۔ تو بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ جو پروگرام تو اپنی قوم کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ مگر اس کی تکمیل میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہو تا۔ بلکہ اس پروگرام کی تکمیل کسی آئندہ زمانہ پر چھوڑی جاتی ہے اور بعد میں کوئی آتا ہے جو اس کی تکمیل کر تا ہے۔ مگر کبھی ایسا بندہ ہو تا ہے جو اپنی قوم کے سامنے پروگرام رکھ دیتا ہے اور پھر انتہا کی طرف قدم اٹھانے کے لیے ان کے ساتھ چلتا ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ گئے۔ اول تو انہوں نے قوم کے سامنے پروگرام رکھا اور پھر فرعون کے ظلم وستم سے جب ان کی قوم نے مصر کو چھوڑا تو انہوں نے اپنی قوم کا ساتھ دیا۔ کیونکہ ایسا کرنا آپ کی قوم کے لیے ضروری تھا۔ موسیٰ علیہ السلام قوم سے یہ وعدہ کرکے ان کو وہاں لے آئے۔ کہ ان کی وہاں حکومت ہو جائے گی۔ اور پھر وہ خدا کے نظام کو چلا سکیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو مصر سے لے گیا اور سالہا سال تک اپنی قوم کی تربیت کرنے کا موقع دیا۔ وہ اپنی قوم کو صحیح راستہ دکھاتے رہے اور صحیح تعلیم سکھاتے رہے اور ان کی تربیت کرتے رہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم آگے چلنے سے گھبراتی تھی۔ جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ آگے چلو۔ تو اس کی قوم نے کہا "اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ" اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیشتر اس کے وہ اس ملک میں داخل ہوتے حضرت موسیٰ فوت ہو گئے۔ اس ملک میں داخل ہونا محض ایک انعام تھا۔ اس میں داخل ہونے سے موسیٰ کو کوئی فائدہ نہ تھا۔ کنعان میں داخل ہونے کا تو یہی نتیجہ ہو تا کہ موسیٰ کو کنعان مل جاتا، مال مل جاتا، دولت مل جاتی۔ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے موسیٰ طالب نہ تھے ان کا مقصد محض یہ تھا کہ ان کو اپنی قوم کی تربیت کا ایک حد تک موقع مل جاتا۔ یہ موقع انہیں ملا اگر وہ کنعان میں داخل نہیں ہوئے تو یہ ان کا مقصد نہیں تھا۔ ان کا مقصد تو اپنی قوم کی تربیت کرنا تھی۔ چاہے وہ کنعان میں رہ کر کرتے یا باہر جنگل میں ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کو اپنی قوم کے پاس رہنے کا موقع مل جائے۔ یہ موقع انہیں مل گیا۔ ان کا بس کام اتنا تھا۔ کہ اپنی قوم میں رہ کر اس کی تربیت کرتے یہ انہوں نے کی۔ کنعان میں نہ جانے سے حضرت موسیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ ان کی قوم کو نقصان پہنچا کہ وہ اس ملک کی بادشاہی سے محروم ہو گئے۔ لیکن موسیٰ کو کنعان کی بادشاہت سے کوئی تعلق نہ تھا اور ان کا کام قوم کی تربیت کرنا تھا۔ وہ کام انہوں نے جنگل میں بھی کر دیا اور اس طرح وہ مظہر الآخر ہو گئے۔ مگر اس رنگ میں نہیں کہ دنیا اس نظارہ کو دیکھ سکتی۔ دنیا سمجھتی ہے کہ موسیٰ آخری عمر میں ناکام رہے۔ لیکن درحقیقت ایک روحانی نظر سے دیکھا جائے تو ہمیں معلوم ہو تا ہے۔ کہ جس کام کو انہوں نے کنعان میں کرنا تھا وہ انہیں جنگل میں کرنے کا موقع مل گیا۔ مگر مظہر الاول والآخر کا کامل نمونہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے ہم آپ کے نمونہ سے دیکھتے ہیں۔ کہ آپ نے ابتدا میں قوم کو مذہبی تعلیم دی۔ اخلاقی تعلیم دی، اقتصادی تعلیم دی، معاشرتی تعلیم دی، عدل وانصاف، امانت و دیانت غرضیکہ ہر قسم کی تعلیم دی۔ پھر

خدا نے آپ کو موقع دیا کہ آپ اپنی قوم میں رہے اور عملی طور پر اسے اس راستہ پر چلایا۔ قضا کر کے عدل وانصاف سکھایا۔ اپنی دیانتداری سے ان کو دیانتداری کی تعلیم دی اور ان کے اخلاق کو درست کیا مگر سب نبیوں کو اتنا شاندار موقع نہیں ملا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس عہدہ کا مکمل نقشہ دنیا کو دکھایا۔ اسی طرح چھوٹے پیمانہ پر آپ کے اظلال بھی ہو سکتے ہیں وہ بھی اس رنگ میں اپنی قوم میں مظہر الاول والآخر ہو سکتے ہیں اور خدا کی ان صفات کا نمونہ بن سکتے ہیں۔"

(الفضل 13 جنوری 1947ء)

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مَہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اِک عالَم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی

سامعین! حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے مظہر الاول والآخر کے حوالے سے اپنے ایک مضمون "پیش گوئی مصلح موعود کے متعلق جماعت کی بھاری ذمہ داری" میں مؤرخہ 13 فروری 1957ء کو لکھتے ہیں۔

"تیسرا خاص نقطہ اس پیشگوئی میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ

"مظہر الاول والآخر"

"یعنی مصلح موعود خدا کی صفت اولیت اور صفت آخریت دونوں کا مظہر ہو گا۔"

ان مختصر الفاظ میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ مصلح موعود ایسے وقت میں ظاہر ہو گا کہ بعض درمیانی مشکلات اور درمیانی فتنوں کی وجہ سے گویا ایک لحاظ سے کام کی صرف ابتدائی تاریں ہی اس کے ہاتھ میں آئیں گی۔ مگر وہ دن رات کی کوشش اور شب وروز کی جدوجہد کے ذریعہ ان تاروں کو گویا اپنے دائرہ کی انتہا تک پہنچا کر دم لے گا۔ پس یہی صفت احباب جماعت کو بھی اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے کہ جب وہ کسی کام کا آغاز کر کے اس کی اولیت کے مظہر بنے تو پھر جھک کر اور ماندہ ہو کر درمیان میں ہی نہ بیٹھ جائیں بلکہ اسے اس کے کمال تک پہنچا کر دم لیں۔ اسلام کا خدا ادھوری کوشش پر راضی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ہر عمل کو اس کے کمال کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ مظہر الاول تو شوق سے بن جاتے ہیں۔ مگر مظہر الآخر بننے سے پہلے ہی تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ سچے مومنوں کا یہ کام ہے کہ جب وہ کسی کام کو ہاتھ ڈالیں۔ تو پھر اسے اس کی طبعی انتہا تک پہنچائیں اور کسی درمیانی مشکل سے ہراساں نہ ہوں۔ اس الہامی فقرہ کے ساتھ دوسرا فقرہ یہ ہے کہ

مظہر الحق والعلیٰ

اس میں یہ اشارہ ہے کہ مومنوں کو ایسا بننا چاہیے کہ ان کی جڑیں تو گہری اور مضبوط ہوں اور ان کی شاخیں آسمان سے باتیں کریں۔"

سامعین! آپؓ تسلسل میں چوتھی علامت "قومیں اس سے برکت پائیں گی" کا ذکر فرماتے ہیں۔ آپؓ کے مضمون کے اِس حصے کا تعلق بھی زیر عنوان مضمون سے ہے اِس لئے اسے بھی میں سامعین کے سامنے بیان کر دیتا ہوں۔ آپؓ تحریر فرماتے ہیں۔

آخری یعنی چوتھی صفت جو اس پیشگوئی میں مصلح موعود کی بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ "قومیں اس سے برکت پائیں گی"

یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیع اور عالمگیر مشن کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لیے لائے گئے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود کا مشن آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع میں عالمگیر مشن ہے اور آپ قرآنی شریعت کی خدمت میں ساری قوموں اور سارے زمانوں کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں۔ تو پھر لازماً مصلح موعود بھی یہی صفت لے کر آئے گا اور اس کے ہاتھ سے یہ بیج صرف بویا ہی نہیں جائے گا بلکہ زمین کے شکم سے پھوٹ کر سرعت کے ساتھ بڑھنا بھی شروع ہو جائے گا۔ اسلام کے دور اول میں حق و صداقت کا بیج آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے بویا گیا اور حضور ہی کے ہاتھوں سے اس کا چھینٹا روم اور ایران اور مصر اور حبشہ وغیرہ تک پہنچا اور بالآخر خلفاء کے زمانہ میں آکر اس مقدس بیج کے ذریعہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں بے شمار شاداب اور ترو تازہ باغات نصب ہو گئے لیکن اس کے بعد یہ درمیانی زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی ایک پیشگوئی کے مطابق یہ باغات کمزور پڑھنے شروع ہو گئے اور مسلمانوں کی حالت ادبار کی صورت میں بدل گئی۔ مگر جیسا کہ رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام کا دوسرا سنہری دور مقدر تھا۔ جس کے عالمگیر وسعت کا زمانہ مصلح موعود کے عہد میں شروع ہونا تھا اور دنیا کے کناروں تک قوموں نے اس سے برکت پانی تھی۔ پس مصلح موعود کی اس مخصوص صفت کے ماتحت جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے ہاتھوں میں اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لے کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے اور ہر ملک اور ہر علاقہ اور ہر شہر میں پہنچ کر قوموں کو برکت دیتی چلی جائے۔ بے شک اس وقت بھی دنیا کے بہت سے آزاد ممالک میں جماعت احمدیہ کے مبلغ، اسلام کی تبلیغ کے لیے پھیلے ہوئے ہیں۔ مگر دنیا کی وسیع آبادی کے مقابل پر ان مبلغوں کی تعداد گویا آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ لہٰذا اب وقت ہے کہ جماعت کے مخلص فدائی زیادہ سے زیادہ تعداد میں آگے آئیں اور ہر چہار اکناف عالم میں پھیل کر دنیا بھر کی قوموں کو برکت دیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ موجودہ رفتار سے اسلام اور احمدیت کے عالمگیر غلبہ کا مقصد ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے ایک طرف جماعت کی والہانہ جدوجہد اور دوسری طرف خدا کی معجز نما نصرت کی ضرورت ہے۔ مجھے اس وقت اپنے بچپن کا ایک شعر یاد آرہا ہے جو میں نے جماعت کی موجودہ رفتار کے پیش نظر اپنی اوائل عمر میں کہا تھا اور اسی پر میں اپنے اس نوٹ کو ختم کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا۔

سخت مشکل ہے کہ اس چال سے منزل یہ کٹے
ہاں اگر ہو سکے پرواز کے پر پیدا کر

سو دوست خدا سے دعائیں کریں وہ ہمیں دکھادے کہ پر نہیں۔ بلکہ پرواز کے پر عطا کرے۔ اور ہمارے ہاتھوں سے دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(الفضل 19 فروری 1957ء)

سامعین! الغرض اگر آسان الفاظ میں پسرِ موعود کی اِس الہامی صفَت کو بیان کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کا ابتدائی دور بھی دیکھا ہو گا اور پھر ترقی کا زمانہ بھی دیکھے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپؓ نے اپنے آخری دور میں اسلام احمدیت کا شاندار غلبہ دیکھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی (الضحیٰ) کہ بعد میں اُٹھنے والا ہر قدم پہلے قدم سے بہتر ہو گا۔ یہ وعدہ بڑی شان کے ساتھ آپؓ پر بھی پورا اُترا اور آپؓ پر آنے والا ہر لحہ گزرنے والے ہر لحہ سے بہتر تھا۔ احمدیت کی آواز قادیان سے نکل کر دنیا کے کونوں میں پھیلنی شروع ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کا نظارہ پہلی مرتبہ احبابِ جماعت نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ قرآن کے مختلف زبانوں میں تراجم ہونے شروع ہوئے۔ جماعت منظم ہوتی ہم نے دیکھی۔ پس مظہر الاول ہونا بتاتا ہے کہ آپؓ سلسلہ احمدیہ کی ابتداء میں ظاہر ہو کر مظہر الآخر بن کر جماعت کو ترقیات اور فتوحات کی فضاؤں میں اُڑتا ہوا دیکھ کر اِس دنیا سے رخصت ہوئے اور کشتی نوح کے الفاظ "لوگ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اِس زمانہ خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہو گا"

اِس امر کی دلیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اِس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 65)

سامعین! پس حضرت مصلح موعودؓ اِس تخم ریزی کے جلد بعد تختِ خلافت پر متمکن ہوئے اور مظہر الآخر والی صفت کے ماتحت احمدیت کا بیج ایک پودے کی شکل میں نمودار ہوا اور ایک تناور اور وسیع شاخوں والے درخت میں تبدیل ہوا جس کے نیچے اب کروڑوں روحانی پرندے بسیرا کر رہے ہیں اور قرآنی پیشگوئی اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَفَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جب اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا تو آپؓ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ

"دنیا اپنا زور لگالے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کرلے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں ...اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اَتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔"

(الموعود، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 614)

نام بھی محمود تیرا کام بھی محمود ہے
اس سے ثابت ہے کہ تو ہی مصلح موعود ہے
مجتمع ہیں ذات میں تیری دو گونہ نعمتیں
مصلح موعود ابن مہدیِٔ مسعود ہے

(کمپوزڈ بائی عطیۃ العلیم۔ ہالینڈ)

❁❁❁❁